© rasailojaraid.com

بحث ونظر

غذا کا استعمال

(اسوۂ حسنہ کی روشنی میں)

سید جلال الدین عمری

جسم کے لیے غذا کی جتنی اہمیت ہے اتنی ہی اہمیت اس بات کی ہے کہ وہ اصول صحت کے مطابق ہو۔ اس کے بغیر یہی نہیں کہ غذا سے کما حقہ فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا بلکہ بسا اوقات وہ صحت کے لیے مضر اور نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے۔ غذا سے متعلق اسلام کی تعلیمات میں اصولِ صحت کی پوری رعایت موجود ہے۔ ان پر عمل سے صحت پر خوش گوار اثرات مرتب ہوتے ہیں اور آدمی امراض سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ یہاں پہلے بعض عمومی ہدایات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد یہ واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ شریعت نے کھانے کا کیا طریقہ بتایا ہے اور اس سلسلہ میں کن آداب کو ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ اس سے اندازہ ہوگا کہ شریعت نے جن باتوں کی رعایت کی تعلیم دی ہے ان کا ہماری صحت سے کتنا گہرا تعلق ہے؟

میٹھے پانی کا اہتمام

صحت کے لیے صاف اور میٹھے پانی کی بنیادی اہمیت ہے۔ گندے اور ناپاک پانی سے بہت سی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ صاف اور شیریں پانی استعمال ہو تو آدمی ان بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے اور اس کی صحت برقرار رہ سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے اس کا اہتمام ثابت ہے۔

حضرت ابو طلحہؓ کا کھجور کا ایک باغ 'بیرحاء' نام کا تھا۔ یہ مسجد نبوی کے سامنے واقع تھا۔ اس کا پانی صاف اور میٹھا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے تھے[1]

۱۔ بخاری، کتاب الاشربہ، باب استعذاب الماء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لیے میٹھے پانی کا خاص اہتمام بھی ہوتا تھا ہجرت کے بعد مدینہ منورہ پہونچ کر آپ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مہمان ہوئے۔ وہ آپ کے لیے حضرت انسؓ کے والد مالک بن نضر کے کنویں سے میٹھے پانی کا انتظام کرتے تھے [1]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بیوت سقیاء سے آپ کے لیے پانی لایا جاتا تھا۔ مدینہ سے اس کا کافی فاصلہ تھا۔ امام قتیبہ کا بیان ہے کہ دو دن کا فاصلہ تھا [2]

رباح الاسود جو آپؐ کے غلام تھے وہ ایک مرتبہ آپ کے لیے بئر عرس سے پانی لاتے تو دوسری بار بیوت سقیاء سے فراہم کرتے۔

حضرات انسؓ، ہندؓ اور حارثہؓ جو حضرت اسماءؓ کی اولاد ہیں ازواج مطہرات کے گھروں میں بیوت سقیاء سے پانی پہونچاتے تھے [3]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھوک محسوس کی۔ آپ ایک انصاری (حضرت ابو الہیثمؓ) کے گھر کی طرف چلے تو دونوں بزرگ بھی ساتھ ہو گئے جب گھر پہونچے تو ان کی اہلیہ نے خوش آمدید کہا اور بتایا ذھب یستعذب الماء کہ وہ میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اتنے میں ابو الہیثمؓ بھی پہونچ گئے اور آپ حضرات کی ضیافت کی [4]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اپنے اور گھر والوں کے لیے میٹھے پانی کا اہتمام فرماتے تھے۔ ابن بطال کہتے ہیں کہ میٹھے پانی کا اہتمام زہد کے منافی نہیں ہے۔ یہ تعیش بھی نہیں ہے جس کی مذمت کی گئی ہے۔ میٹھا پانی پینا اور اسے منگوانا مباح ہے صلحاء کا اس پر عمل رہا ہے۔ کھاری پانی کے استعمال میں کوئی فضیلت نہیں ہے [5]

غذا کا اہتمام کیا جا سکتا ہے

جسم کی بہتر نشوونما اور صحت کے لیے اچھی اور مناسب غذا ضروری ہے۔ اس کا

۱؎ فتح الباری : ۱۰/۷۴ ۲؎ ابوداؤد، کتاب الاشربہ، باب فی ایکا، الآنیۃ

۳؎ فتح الباری : ۱۰/۷۴

۴؎ اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مسلم، کتاب الاشربہ، باب جواز استتباعہ غیرہ الی دار من یثق برضاہ۔

۵؎ فتح الباری : ۱۰/۷۴-۷۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اہتمام تقویٰ اور دین داری کے خلاف نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح ہو چکا تھا۔ میں بہت دبلی پتلی تھی۔ میری والدہ چاہتی تھیں کہ میں تندرست اور موٹی ہو جاؤں تاکہ رخصتی ہو سکے۔ اس کے لیے وہ بطور علاج بہت سی چیزیں کھلایا کرتی تھیں لیکن ان کی طرف میری بالکل رغبت نہیں ہوتی تھی پھر انھوں نے مجھے کھجور اور ککڑی کا استعمال کرایا تو میں خوب موٹی ہو گئی۔[۱]

اچھی اور عمدہ غذاؤں کا جواز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے دین کی خاطر فقر وفاقہ بھی کیا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اچھا کھلایا تو اچھا کھایا بھی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلوا اور
یحب الحلواء والعسل[۲]	شہد کو پسند فرماتے تھے۔

امام نووی علماء کی رائے نقل فرماتے ہیں کہ حلوہ سے مراد کوئی خاص قسم کا حلوہ نہیں ہے بلکہ میٹھی چیز ہے۔ شہد کا الگ سے ذکر اس کی اہمیت کی وجہ سے ہے۔ اس حدیث میں ہر طرح کی لذیذ غذائیں اور پاکیزہ چیزیں کھانے کا جواز موجود ہے۔ یہ چیز زہد و مراقبہ (توجہ الی اللہ) کے منافی نہیں ہے، خاص طور پر اگر وہ اتفاق سے مل جائے۔[۳]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت انسؓ ایک پیالہ کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں:۔

لقد سقیت رسول اللہ صلی	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ علیہ وسلم بقدحی ھذا	کو اپنے اس پیالے سے شہد، نبیذ، پانی
الشراب کلہ العسل والنبیذ والماء[۴]	اور دودھ سب ہی مشروبات پلائے ہیں۔

---

[۱] ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی السمنۃ۔ ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ، باب القثاء والرطب یجمعان۔

[۲] بخاری، کتاب الاطعمہ، باب الحلواء والعسل۔ مسلم، کتاب الطلاق، باب وجوب الکفارۃ علی من حرم امرأتہ ولم ینو الطلاق۔

[۳] نووی: شرح مسلم ج ۲ جزء ۱۰ ص ۷۷

[۴] مسلم، کتاب الاشربہ، باب اباحۃ النبیذ۔ نسائی کی روایت میں حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ حضرت ام سلیم کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا۔ اس کے بارے میں انھوں نے کہا کہ میں نے اس پیالہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اور اس طرح کی بعض دوسری عمدہ غذائیں استعمال فرمائی ہیں۔ ان سے عمدہ غذاؤں کا جواز نکلتا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں۔

علماء کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کھانے پینے میں تنوع اور وسعت اختیار کرنا جائز ہے۔ سلف میں سے بعض نے اس کے خلاف رائے دی ہے لیکن اسے اس بات پر محمول کرنا چاہیے کہ کسی دینی مصلحت کے بغیر خوب کھانے پینے اور عیش و عشرت کی زندگی گزارنے کا عادی ہو جانا مکروہ ہے۔[۱]

ابوالحسن علی بن المفضل المقدسی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کہیں یہ منقول نہیں ہے کہ آپ نے کسی کھانے سے محض اس لیے اجتناب کیا ہو کہ وہ عمدہ اور نفیس ہے بلکہ آپ حلوہ، شہد، ککڑی اور کھجور (جیسی لذیذ چیزیں بھی) کھاتے رہے ہیں۔ البتہ آپ اس میں تکلف کو ناپسند فرماتے تھے کیونکہ اس سے آدمی آخرت کے اعلیٰ مقاصد سے ہٹ کر دنیا کی خواہشات میں لگ جاتا ہے۔ علامہ قرطبی اسے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں اللہ نے چاہا تو اس مسئلہ میں یہ صحیح نقطۂ نظر ہے۔[۲]

امام ابن قیمؒ کھانے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ بیان کرتے ہیں کہ جو موجود ہوتا اسے رد نہیں فرماتے اور جو موجود نہ ہوتا بہ تکلف اسے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرتے تھے۔ پاک اور حلال چیزوں میں سے جو چیز بھی پیش کی جاتی تناول فرماتے الا یہ کہ طبیعت اسے قبول نہ کرے اور کراہت محسوس ہو لیکن اسے حرام اور ممنوع نہیں قرار دیتے۔ کبھی کسی کھانے میں عیب نہ نکالتے۔ جی چاہا کھا لیا اور جی نہ چاہا چھوڑ دیا۔

جو غذائیں آپ نے استعمال فرمائیں ان کے متعلق فرماتے ہیں۔ حلوہ اور شہد استعمال فرمایا انھیں آپ پسند فرماتے تھے۔ اونٹ، بھیڑ، بکری، مرغی اور حباری (مرغابی جیسا ایک پرندہ) کا گوشت، اسی طرح جنگلی گدھے اور خرگوش کا گوشت تناول فرمایا۔ مچھلی کھائی۔ علامہ ابن قیمؒ مزید فرماتے ہیں کہ آپ نے حسب ذیل غذائی اشیاء استعمال فرمائیں۔ کھجور اور چھوہارے خالص

= کو پانی، شہد، دودھ اور نبیذ ہر طرح کا مشروب پلایا ہے۔ کتاب الاشربہ، باب ذکر الاشربۃ المباحۃ

[۱] نووی شرح مسلم ج ۵ جز ۱۳ ص ۲۲۷

[۲] قرطبی: الجامع لاحکام القرآن ج ۴ جز ۷ ص ۱۲۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور پانی ملا ہوا دودھ، (شہد) پانی کے ساتھ شہد، نبیذ، خزیرہ جو دودھ اور آٹے سے بنتا ہے۔ ککڑی کھجور کے ساتھ، پنیر، روٹی سے کھجور، سرکے سے روٹی، ثرید، جو گوشت اور روٹی سے تیار ہوتا ہے، چربی گرم کرکے اس سے روٹی، کلیجی بھنی ہوئی، گوشت کے پارچے (سیخ پہ سنکے) پکی ہوئی لوکی (کدو) اسے پسند فرماتے تھے، ہڈی والا گوشت، ثرید گھی کے ساتھ، دہی، ککڑی کھجور کے ساتھ، کھجور مکھن سے، اسے پسند فرماتے تھے۔ فرماتے ہیں آپ کا اسوہ یہ تھا کہ جو میسر آتا تناول فرماتے، میسر نہ ہوتا تو صبر فرماتے۔ آپ نے بھوک سے پیٹ پر پتھر بھی باندھے ہیں۔ کبھی مہینہ پر مہینہ گزر جاتا آپ کے گھر کا چولھا نہ جلتا۔[1]

---

[1] ابن قیم: زاد المعاد: ۲/۱۱۶۔ امام ابن قیمؒ نے جو تفصیلات بیان کی ہیں ان پر اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر و فاقہ کا جو ذکر کیا ہے اس سلسلہ کی بعض روایات یہاں پیش کی جا رہی ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے۔ ما شبع آل محمد من طعام ثلاثة ایام حتی قبض۔ بخاری، کتاب الاطعمہ، باب قول اللہ کلوا من طیبات ما رزقناکم، مسلم کتاب الزہد والرقاق۔ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کے گھر والوں) نے تین دن (مسلسل) سیر ہو کر نہیں کھایا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ ما شبع آل محمد منذ قدم المدینة من طعام بر ثلاث لیال تباع حتی قبض۔ بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی واصحابہ، مسلم کتاب الزہد والرقاق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آنے کے بعد سے وفات تک تین دن مسلسل گیہوں نہیں کھایا) ایک روایت میں ہے۔ فرماتی ہیں: کان یأتی علینا الشہر ما نوقد فیہ نارا انما ہو التمر والماء الا ان نؤتی باللحیم۔ بخاری حوالہ سابق (ہم پر ایک ایک مہینہ گزر جاتا کہ ہم چولھا نہیں جلاتے تھے۔ بس کھجور اور پانی پر بسر ہوتی تھی۔ الا یہ کہ کہیں سے کچھ گوشت آ جاتا۔)

حضرت عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہم لوگ (کبھی) ایک ہلال کے بعد دوسرا اور تیسرا ہلال دیکھتے (مسلسل دو ماہ گزر جاتے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی۔ میں نے کہا اے خالہ جان! آپ بزرگوں کی غذا کیا ہوتی تھی؟ فرمایا کھجور اور پانی۔ البتہ بعض انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی تھے ان کو دودھ والے جانور ہوتے تھے وہ دودھ بھیج دیا کرتے تھے۔ یہ آپ ہمیں پلاتے۔ (بخاری و مسلم، حوالہ سابق) آپ نے جو تنگی برداشت کی اس کی وجہ ابتدائی دور میں عسرت و تنگی اور غذائی قلت بھی ہو سکتی ہے اور فتوحات کے بعد ایثار و ترجیح =

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام جسم کے تقاضوں کو نظر انداز نہیں کرتا کہ اس سے رہبانیت اور دنیا سے بے تعلقی کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔ وہ تعیش اور تنعم کا بھی مخالف ہے۔ اس لیے کہ تعیش پسند آدمی کسی مقصد کے لیے معمولی سی تکلیف برداشت کرنے کا بھی حوصلہ کھو بیٹھتا ہے۔ اسلام جو اعلیٰ مقاصد سامنے رکھتا ہے اس کے ساتھ تعیش کی زندگی میل نہیں کھاتی۔ وہ اس بات کو صحیح نہیں سمجھتا کہ آدمی تکلفات کا اس قدر عادی ہو جائے کہ مشکلات حیات کو برداشت نہ کر سکے اور دشواریوں میں اس کے قدم لڑکھڑانے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اسی حقیقت کی شہادت دیتی ہے۔ آپ کو حلوہ اور شہد مرغوب تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عمدہ غذائیں اللہ کی نعمت ہیں ان کا استعمال نہ تو تقویٰ کے منافی ہے اور نہ مادیت پرستی ہے لیکن اس کے ساتھ جیسا کہ علامہ خطابی اور ابن تین نے کہا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کے اندر اس کی غیر معمولی خواہش اور طلب پائی جاتی تھی یا اس کی تیاری میں اہل تعیش و تنعم کی طرح اہتمام ہوتا تھا بلکہ جب آپ کے سامنے میٹھی چیز پیش کی جاتی تو آپ اسے رغبت کے ساتھ مناسب مقدار میں تناول فرماتے جس سے معلوم ہوتا کہ آپ اسے پسند فرما رہے ہیں۔[۱]

سادگی پسندیدہ ہے

اسلام ہر معاملہ میں سادگی چاہتا ہے۔ غذا کے بارے میں بھی اس کی یہی تعلیم ہے پر تکلف اور مرغن غذاؤں کا استعمال نہ صرف یہ کہ مفید نہیں بلکہ سخت مضر اور نقصان دہ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ بتاتا ہے کہ آپ کی غذا بہت سادہ تھی۔

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے

= اور غریبوں اور ناداروں کے ساتھ ہمدردی تھی۔ یہ ساری تفصیلات بتاتی ہیں کہ آپ نے مختلف اوقات میں اچھی غذائیں استعمال فرمائیں، کسی عمدہ غذا سے احتراز نہیں فرمایا لیکن ساتھ ہی دین کی خاطر آخر وقت تک سخت سے سخت تکلیفیں بھی اٹھائیں۔ دنیا کی لذتیں اور راحتیں کبھی اس راہ میں حائل نہیں ہوئیں۔

۱؎ ابن حجر: فتح الباری: ۹/۵۵۸ یہی بات حافظ ابن حجر نے دوسری جگہ ابوسلیمان داری کے حوالے سے بھی کہی ہے۔ ۱۰/۷۸، ۸۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لے کر وفات تک چھنے ہوئے آٹے کی سفید روٹی نہیں دیکھی۔ آپ نے چھلنی بھی نہیں دیکھی۔ حضرت سلمہ نے دریافت کیا کہ کیا آپ لوگ آٹا چھانے بغیر استعمال کرتے تھے؟ حضرت سہلؓ نے فرمایا کہ گیہوں پیسنے کے بعد اس میں پھونک مار کر بھوسی اڑا دیتے تھے۔ اس سے جتنی بھوسی نکلنی ہوتی نکل جاتی۔ جو بچ جاتا اسے پانی میں بھگو دیتے (اسی کی روٹی پک جاتی)[1]

عرب میں چھلنی کا رواج نہیں تھا لیکن قریب کے علاقوں شام وغیرہ میں رواج تھا۔ آپ چاہتے تو اس کا استعمال ہو سکتا تھا لیکن آپ نے استعمال نہیں فرمایا۔ اس سے آپ کی سادگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ طبی نقطۂ نظر سے بھی مفید ہے۔ چھلنی کے ذریعہ بھوسی الگ ہو جاتی ہے اور نرم و ملائم آٹا باقی رہ جاتا ہے۔ اس کی روٹی کھانے میں لذیذ تو ہوتی ہے لیکن معدہ کے لیے نقصان دہ ہے۔ بھوسی کے شامل ہونے کے بعد تجربہ بتاتا ہے اور طب اس کی تائید کرتی ہے کہ روٹی معدہ پر گراں نہیں ہوتی۔ اس سے ہضم میں مدد ملتی ہے اور قبض رفع ہوتا ہے۔ بھوسی کا استعمال بعض جلدی امراض میں بھی مفید ہے۔ اس میں بعض ایسے قیمتی وٹامن پائے جاتے ہیں جو صحت کے لیے بہت ضروری ہیں۔ آج کے ترقی یافتہ ممالک میں بھوسی کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر آٹے میں متعین مقدار میں اسے ملانے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔[2]

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انسؓ کی خدمت میں موجود تھے، ان کا نان بائی ان کے پاس تھا، انھوں نے ہم سے فرمایا۔

ما اکل النبی صلی اللہ علیہ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی بڑی
وسلم خبزا مرققا ولا شاۃ	پتلی روٹی کھائی اور نہ بھنی ہوئی بکری۔
مسموطۃ حتی لقی اللہ[3]	یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے پاس آپ پہنچ گئے۔

---

[1] بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب النفخ فی الشعیر۔ نیز باب ما کان النبیؐ واصحابہ یاکلون۔

[2] بے چھنے آٹے یا بھوسی کی افادیت اپنی جگہ مسلّم لیکن یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ چھلنی کا استعمال ناجائز نہیں ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں چھلنی کا مقصد غذا کو صاف کرنا ہے۔ یہ چیز جب تک تعیش اور تنعم کی حد کو نہ پہونچ جائے مباح ہے۔ احیاء العلوم: ۲/۳

[3] بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب الخبز المرقق۔ بعض اور روایات میں اس کا پس منظر بیان ہوا ہے۔ اس =

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اوپر کی حدیث میں کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے چھنا آٹا استعمال فرماتے تھے۔ چھنے ہوئے آٹے کی سفید روٹی آپ نے دیکھی تک نہیں۔ یہی بات اس حدیث میں اس طرح کہی گئی ہے کہ آپ نے 'خبز مرقق' یعنی پتلی روٹی جو بڑی بڑی پکائی جاتی تھی کبھی نہیں کھائی۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بھنی ہوئی بکری کبھی استعمال نہیں کی۔

اس کے لیے 'شاۃ مسموطۃ' کا لفظ آیا ہے۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ بکری کا چھوٹا سا بچہ ذبح کرکے کھولتے ہوئے پانی سے اس کے بال اور رواں نکال دیے جاتے اور کھال کے ساتھ اسے بھون دیا جاتا کبھی براہ راست آگ پر اور کبھی پتھر گرم کرکے اس پر بھونا جاتا۔ یہ خوش حال لوگوں کا طریقہ تھا۔ وہ آسانی سے چھوٹے جانور ذبح کر سکتے تھے لیکن کسی غریب اور نادار شخص کے لیے یہ تکلف مشکل تھا۔ وہ یہ سوچتا کہ بکری بڑی ہوگی تو کام آئے گی، بچے دے گی، اس کا دودھ استعمال کرے گا۔ بعد میں ذبح بھی کرے گا تو اس کا گوشت کھائے گا اور کھال استعمال کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معیار زندگی غریبوں سے قریب تر تھا۔ آپ نے اس طرح بھنا ہوا بکری کا بچہ استعمال نہیں فرمایا۔ اس سے ہٹ کر گوشت اہل عرب کی غذا کا ضروری جزو تھا۔ آپ کی غذا میں بھی شامل تھا۔ آپ نے گوشت کے مختلف اجزاء کھائے ہیں اچھا اور ملائم گوشت پسند فرمایا ہے اور بھنا ہوا گوشت بھی کھایا ہے۔ شانہ اور دست کا گوشت عمدہ اور نفیس ہوتا ہے، جلد تیار ہوتا اور جلد ہضم ہوتا ہے۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھنا ہوا بازو پیش کیا۔ آپ نے تناول فرمایا۔ اس کے بعد (پہلے سے جو وضو تھا اس سے) نماز پڑھی (الگ سے) وضو نہیں فرمایا۔[1]

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا اور دست پیش کیا گیا۔ آپ کو دست پسند تھا۔ دندان مبارک سے نوچ کر اسے کھایا۔[2]

سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انسؓ کے لیے دسترخوان بچھتا، دو طرح کے کھانے چنے جاتے، نان بائی عمدہ قسم کا سفید اور ملائم آٹا گھی میں گوندھ کر روٹی پکاتا، وہ احباب کو کھلاتے اور بتاتے کہ آج یہ خوش حالی میسر ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی سخت اور عسرت کی زندگی گزاری اور اسی حال میں دنیا سے تشریف لے گئے۔ فتح الباری: ۹/۵۴۱

۱؎ ترمذی، کتاب الاطعمہ، باب ما جاء فی اکل الشواء۔ نسائی، کتاب الطہارۃ، باب ترک الوضوء مما غیرت النار۔ کھانے کے بعد وضو ضروری ہے یا نہیں اس سے متعلق مزید روایات آگے آرہی ہیں، وہیں اس پر بحث بھی ہوگی۔

۲؎ ترمذی، کتاب الاطعمہ، باب ما جاء فی ای اللحم کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہڈی کا گوشت بہت عمدہ ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ گوشت لگی ہوئی ہڈیوں میں بکری کی ہڈی جس پر گوشت ہو آپ کو زیادہ پسند تھی۔[1]

عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدیؓ کہتے ہیں کہ ہم نے مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھنا ہوا گوشت کھایا۔ اتنے میں اقامت کہی گئی ہم نے ہاتھ کنکریوں (ریت) پر رگڑ کر صاف کیے اور نماز پڑھی۔ وضو نہیں کیا۔[2]

ان واقعات سے جو مختلف سیاق وسباق میں آئے ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت مرغوب تھا۔ آپ نے گوشت روٹی کے ساتھ بھی کھایا اور کبھی کسی چیز کے بغیر صرف گوشت بھی تناول فرمایا ہے۔

غذا ذوق اور مزاج کے مطابق ہو۔

غذا ایسی ہونی چاہیے، جو صحت کے لیے مفید ہو۔ ایسی چیزوں کے استعمال سے احتراز کرنا چاہیے جو صحت اور تندرستی کے لیے نقصان دہ ہوں۔ اسی طرح جو چیزیں اچھی لگیں اور جن کی خواہش اور طلب طبیعت میں پائی جائے وہی غذا میں شامل ہونی چاہییں۔ غیر مرغوب اور ناپسندیدہ غذا کو طبیعت قبول نہیں کرتی، اور اس سے پورا فائدہ نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب کھانا آتا تو اس کے بارے میں دریافت کرتے۔ اگر مزاج کے مناسب ہوتا تو استعمال کرتے ورنہ استعمال نہیں فرماتے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ فرماتے ہیں:

وکان قل ما یقدم یدہ	آپ اپنا ہاتھ کسی کھانے کی طرف
لطعام حتی یحدث بہ	کم ہی بڑھاتے تھے جب تک کہ اس کے
ویسمی لہ	بارے میں گفتگو نہ کی جائے اور بتا نہ دیا جائے۔

چنانچہ ایک مرتبہ آپؐ کے سامنے بھنا ہوا گوشت آیا۔ جب بتایا گیا کہ یہ گوہ کا گوشت ہے تو آپؐ نے نہیں کھایا، حضرت خالد بن ولیدؓ نے پوچھا کیا یہ حرام ہے؟ آپؐ نے فرمایا حرام نہیں ہے ہمارے علاقہ میں نہیں ہوتا اس لیے کراہت ہو رہی ہے۔[3]

۱؎ ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب فی اکل اللحم

۲؎ مسند احمد: ۴/ ۱۹۰-۱۹۱

۳؎ بخاری، کتاب الاطعمہ، باب ما کان النبیؐ لا یاکل حتی یسمی لہ فیعلم ما ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حلال کو حرام نہ کر لیا جائے

ذوق اور مزاج کی اہمیت ہے۔ اس پر پابندی نہیں لگائی جا سکتی، لیکن جو چیزیں حلال اور طیب ہیں ان سے خواہ مخواہ اجتناب صحیح نہیں ہے۔ عملاً حلال کو حرام اور مباح کو ممنوع قرار دے لینا مزاجِ شریعت کے خلاف ہے۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

ان من الطعام طعاما التحرج منه — کھانوں میں ایک کھانا ایسا ہے کہ اس کے کھانے میں مجھے تکلف اور حرج محسوس ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا:

لا یتخلجن فی نفسک شیء ضارعت منه النصرانیة [1] — تمہارے دل میں ایسی کوئی چیز کھٹک اور تردد نہ پیدا کرے کہ اس کی وجہ سے تم نصرانیت سے مشابہت اختیار کر لو۔

جن غذاؤں کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرا دیا ہے ان کے علاوہ سب ہی غذائیں حلال ہیں۔ ان کے جواز میں شک و تردد اور ان کے استعمال میں بلاوجہ تکلف اور تامل رہبانیت کی طرف لے جاتا ہے۔ اس معاملہ میں شریعت کا اصول حضرت عبداللہ بن عباس اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

اہلِ جاہلیت بعض چیزیں (بغیر کسی کراہت کے) کھاتے اور بعض چیزوں کا کھانا ان کو ناپسند تھا۔ اس حال میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت سے نوازا، اپنی کتاب نازل کی، حلال کو حلال کیا اور حرام کو حرام ٹھہرایا۔ اس نے جس چیز کو حلال قرار دیا وہ حلال ہے اور جسے حرام کہا وہ حرام ہے اور جس چیز کا ذکر نہیں کیا اس نے اس سے درگذر کیا۔ (اس کے کھانے پر مواخذہ نہ ہوگا) [2]

---

[1] ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب کراہیۃ التقذر للطعام۔ مسند احمد: ۵/۲۲۶

[2] ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب مالا یذکر تحریمہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غذائیں ایک دوسرے کی معاون ہوں

کھانے میں ایک سے زیادہ چیزیں ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا خیال فرماتے تھے کہ وہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ایک دوسرے کی معاون ہوں اور ان کا ایک ساتھ استعمال نقصان دہ نہ ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ساتھ لکڑی کھاتے اور فرماتے کہ کھجور کی حدت کو ہم لکڑی کی ٹھنڈک سے توڑتے ہیں۔[1]

اسی طرح روایت میں آتا ہے کہ آپ کھجور کے ساتھ مکھن استعمال فرماتے تھے۔[2] یہ دونوں چیزیں بھی اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ایک دوسرے کی معاون ہیں۔ کھجور کی خشکی مکھن سے دور ہوتی ہے۔

گندگی کھانے والے جانور نہ کھائے جائیں

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ غذا صاف ستھری اور گندگی اور آلائش کے اثرات سے بالکل پاک ہو۔ اس مقصد سے اس نے ان حلال جانوروں کا بھی گوشت کھانے اور دودھ پینے سے منع فرمایا ہے جو گندگی کھانے کے عادی ہیں۔ اس لیے کہ اس کے اثرات دودھ اور گوشت میں بھی منتقل ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے:

نهى رسول الله	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
صلى الله عليه وسلم	گندگی کھانے والے جانور کے کھانے
عن اكل الجلالة	اور اس کا دودھ استعمال کرنے سے
والبانها[3]	منع فرمایا ہے۔

اس سلسلہ کی بعض اور روایات بھی موجود ہیں۔ علامہ خطابی کہتے ہیں کہ گندگی

---

[1] ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب الاقران فی التمر عند الاکل [2] حوالہ سابق

[3] ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب النہی عن اکل الجلالۃ والبانہا۔ ترمذی، ابواب الاطعمہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کھانے والے جانوروں کا گوشت کھانے سے ممانعت کے پیچھے پاکی صفائی اور نظافت کا تصور ہے۔ اس لیے کہ گندگی جس جانور کی غذا ہوگی اس کے گوشت میں بھی بدبو پائی جائیگی۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ گندگی اس کی زیادہ تر غذا ہو۔ لیکن اگر گھاس اور دانہ کے ساتھ گندگی بھی کھالے تو اسے 'جلاّلہ' (گندگی کھانے والا جانور) نہیں کہا جائے گا۔ اس کی مثال مرغی جیسے حیوان کی ہے کہ بسا اوقات وہ گندگی کھا لیتی ہے لیکن یہ اس کی عام غذا نہیں ہے۔ اس لیے اس کا کھانا مکروہ نہیں ہے۔

فقہاء کے درمیان گندگی کھانے والے جانور کے گوشت اور دودھ کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ، ان کے اصحاب، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ایسے جانور کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔ ان حضرات کے نزدیک اگر اسے کچھ دن گندگی کھانے نہ دیا جائے اور دوسرا چارہ دیا جاتا رہے اور اس کا گوشت خوش گوار ہو جائے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اس طرح کی گائے کو چالیس دن تک الگ سے چارہ کھلایا جائے پھر اس کا گوشت کھایا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (اس طرح کی) مرغی کو تین دن تک گندگی کھانے سے بچائے رکھتے اس کے بعد ذبح کرتے۔

(بعض فقہاء کے ہاں اتنی شدت نہیں ہے) اسحٰق بن راہویہ کہتے ہیں کہ ایسے جانور کا گوشت کھایا تو جا سکتا ہے البتہ اسے اچھی طرح دھو لینا چاہیے۔

حضرت حسن بصریؒ اس گوشت کے کھانے میں کوئی حرج نہیں محسوس کرتے۔ امام مالک کی بھی یہی رائے ہے[1] اس مسئلہ میں پہلی رائے جمہور کی رائے ہے اور یہ اسلام کے مزاج سے قریب تر ہے۔

کھانے میں صفائی کا خیال رکھا جائے

کھانے میں صاف ستھری چیزیں استعمال کرنی چاہییں۔ گندی غذا بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ پرانی

---

[1] خطابی، معالم السنن: ۴/۲۴۴، ۲۴۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کھجوریں پیش کی گئیں، آپ نے (انھیں کھانے سے پہلے) باریک کیڑے ان میں سے ڈھونڈ کر نکالے۔ (اور صاف کیا)[1]

عبداللہ بن ابی طلحہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ کے سامنے پرانی کھجوریں لائی جاتیں، تو آپؐ ان میں جو کیڑے ہوتے تھے۔ انھیں خوب اچھی طرح نکال دیتے تھے[2]

کھانے کے برتن کھلے نہ رکھے جائیں

غذا میں پاکی صفائی کا جو اہتمام مطلوب ہے اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں ڈھک کر رکھی جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ کھانے پینے کے برتن کھلے نہ رکھے جائیں۔ اس لیے کہ کھلے برتنوں میں ایک تو کھانا گرد و غبار سے محفوظ نہیں رہ سکتا دوسرے یہ کہ ان پر مکھیاں اور مچھر وغیرہ آسانی سے گندگی پھیلا سکتی ہیں۔

حضرت ابو حمید ساعدیؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا پیالہ لے گیا۔ پیالہ ڈھکا ہوا نہیں تھا۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے اسے ڈھکا نہیں۔ کچھ نہیں تو لکڑی کا ایک ٹکڑا ہی اس پر رکھ دیتے[3] (تاکہ ڈھکنے کی عادت باقی رہے)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پانی طلب فرمایا۔ تو ایک شخص نے عرض کیا کہ آپؐ پسند فرمائیں تو نبیذ پیش کی جائے۔ آپؐ نے فرمایا بہت اچھا۔ وہ دوڑا ہوا گیا اور ایک پیالہ میں نبیذ لایا۔ آپؐ نے فرمایا' اسے تم نے ڈھکا نہیں، ایک لکڑی کے ٹکڑے ہی سے اسے ڈھک دیتے[4]۔

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اذا کان جنح اللیل......	جب رات ہو تو......... اپنے
اوکوا اقربکم واذکروا	مشکیزوں کے منہ بند کردو، اور اللہ
اسم اللہ وخمروا آنیتکم	کا نام لو، اپنے برتنوں کو ڈھک دو،

۱؎ ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ، باب تفتیش التمر عند الاکل — ۲؎ حوالہ سابق

۳؎ مسلم، کتاب الاشربہ، باب استحباب تخمیر الاناء

۴؎ حوالہ سابق۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واذکروا اسم اللہ ولو ان تعرضوا	اور اللہ کا نام لو، ڈھکنے کے لیے کوئی
علیہا شیئاً و اطفئوا	برتن نہ ملے تو ان کے اوپر کوئی بھی چیز
مصابیحکم [1]	رکھ دو، اور اپنے چراغ بجھا دو۔

اسی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: خمروا الطعام والشراب کھانے اور پینے کی چیزوں کو ڈھک دو۔[2]

بعض حدیثوں میں کھانے کے برتنوں کو ڈھکنے کا حکم مطلق آیا ہے۔ ان میں رات یا دن کی کوئی قید نہیں ہے۔

اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے۔ اس پر جس طرح رات میں عمل ہوگا اسی طرح دن میں بھی ہوگا۔[3] یہاں رات کا ذکر خاص طور پر اس لیے ہے کہ رات میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی سے کوئی بھی چیز کھانے کو نہ صرف ناپاک بلکہ زہر آلود کر سکتی ہے۔

---

[1] حوالہ سابق، [2] بخاری، کتاب الاشربہ، باب تغطیۃ الاناء [3] شرح مسلم ج ۵ جزء ۱۳ ص ۱۸۳

اعلان ملکیت سہ ماہی تحقیقات اسلامی فارم نمبر رول ۹

۱۔ مقام اشاعت: پان والی کوٹھی۔ دودھ پور، علی گڑھ یوپی

۲۔ نوعیت اشاعت: سہ ماہی

۳۔ پرنٹر پبلشر: سید جلال الدین عمری

۴۔ قومیت: ہندوستانی

پتہ: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔ یوپی

۵۔ ایڈیٹر: سید جلال الدین عمری

پتہ: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ، یوپی

۶۔ ملکیت: ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی

پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ، یوپی

بنیادی ارکان کے اسمائے گرامی

(۱) مولانا محمد فاروق خاں (صدر) ۱۳۵۲ بازار چتلی قبر دہلی ۶

(۲) جناب سید یوسف (رکن) ابو الفضل انکلیو۔ نئی دہلی

(۳) ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی۔ فریدی ہاؤس سر سید نگر علی گڑھ

(۴) جناب امین الحسن رضوی (رکن) دلشاد گارڈن نئی دہلی۔

(۵) ڈاکٹر محمد رفعت، شعبۂ فزکس، جامعہ ملیہ۔ نئی دہلی۔

(۶) مولانا کوثر یزدانی ۱۳۵۲۔ بازار چتلی قبر۔ دہلی۔

(۷) ٹی۔ کے عبداللہ صاحب الاتھن کنڈی ہاؤس، ملیری کالی کٹ

(۸) ڈاکٹر حمید اللہ۔ مزمل منزل کمپلیکس۔ علی گڑھ

(۹) ڈاکٹر احمد سجاد، بریاتو ہاؤسنگ سوسائٹی، کالونی طارق منزل رانچی

(۱۰) مولانا سید حامد علی۔ جامعہ ملیہ ٹیچرس کوارٹرس۔ دہلی۔

(۱۱) سید جلال الدین عمری (سکریٹری)

پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔

مندرجہ معلومات میرے علم و یقین کی حد تک بالکل درست ہیں۔

پبلشر: سید جلال الدین عمری

© rasailojaraid.com